فکرِ اقبال میں ارکانِ اسلام

ڈاکٹر محمد وسیم انجم

Dr. Muhammad Waseem Anjum

Chairman, Department of Urdu,

Federal Urdu University of Arts, Science & Technology, Islamabad.

ڈاکٹر حافظ عبدالرشید

Dr. Hafiz Abdul Rashid

Chairman, Department of Islamic Studies,

Federal Urdu University of Arts, Science & Technology, Islamabad.

Abstract:

Dr.Aziz-ur-Rehman has discussed basic issues of tawheed, prophethood, prayer, zakat and hajj in his book "Fikr Iqbal main Arkan e Islam". Dr.Aziz-ur-Rehman is ambitious and brave personality, impressed with Allama Iqbal who has completed his Ph.D under the supervision of Dr.M.Wasim Anjum.He is also HEC approved supervisor and recently living in Australia. By granting assistance of Dr.Aziz-ur-Rehman, Dr.M. Wasim has detailed discussion in his mentioned work.

خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ نے اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر رکھی ہے۔ یہ پانچ ستون توحید و رسالت، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج ہیں۔ ان کو ارکانِ اسلام کہا جاتا ہے۔ اسلام کے ان ارکان کو ارکان الدین بھی کہا جاتا ہے۔ اسلام میں یہ ارکان بنیادی اصول ہیں۔ انہیں فرائض بھی کہا جاتا ہے(۱)۔ قرآن مجید کی کل چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتوں کی دو بڑی قسمیں کی جا سکتی ہیں جو معاملات اور عبادات سے متعلق ہیں (۲)۔ ان میں چالیس سے زائد انبیاء علیہم السلام کا ذکر آیا ہے جنھوں نے اپنے اپنے دور میں سب سے پہلے توحید کی تعلیم دی ہے۔ ننانوے مقامات پر ختم نبوت کی نشاندہی کی گئی ہے (۳)۔ نماز کو عربی میں صلوٰۃ کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں یہ لفظ سو مرتبہ آیا ہے (۴)۔ بیاسی بار زکوٰۃ (۵) اور حج پر پوری سورۃ الحج ہے (۶)۔ قرآن مجید میں سورۃ انعام میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُل اِنّنِی ھَدٰنِی رَبّی اِلٰی صِراطٍ مُّستَقِیمٍ ج دِینًا قِیمًامِّلَّةَ اِبرَاھِیمَ حَنِیفًا ج
وَمَا کَانَ مِنَ المُشرِکِینَ ٥ قُل اِنَّ صَلَاتِی وَنُسُکِی وَمَحیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰہِ رَبّ
العَلَمِینَ لا لَا شَرِیکَ لَہٗ ج وَبِذَلِکَ اُمِرتُ وَاَنَا اَوَّلُ المُسلِمِینَ ٥(۷)

اے نبی ﷺ کہہ دو کہ ''بے شک میری نماز میری عبادت اور میرا جینا مرنا سب کچھ اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔(۸)

اسی طرح مختلف احادیث مبارکہ میں بھی حضور ﷺ کے ارشادات ملتے ہیں۔ایک متفق علیہ حدیث دیکھئے:

''عَنِ ابنِ عُمَرؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَی اللہُ عَلِیہِ وَسَلّم بُنِیَ الِاسلَامُ عَلٰی خَمسٍ شَهَادَۃِ اَن لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًاعَبدُہٗ وَرَسُولُہٗ وَ اِقَّامِ الصَّلوٰۃِ وَاِیتَاءِ الزَّکوٰۃِ وَالحَجّ وَ صَوم رَمَضَان(۹)

''ابن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اس کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور تحقیق محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور نماز کا اچھی طرح پڑھنا اور زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔''

ارکان اسلام پانچ ہیں جن کا ذکر کتب احادیث میں موجود ہے۔البتہ ارکان کی ترتیب سے متعلق کتب میں دو طرح کی روایات ملتی ہیں۔بعض روایات میں حج بیت اللہ کو چوتھا رکن اور رمضان کے روزے کو پانچواں رکن قرار دیا ہے اور بعض روایات میں صوم رمضان کو چوتھا اور حج بیت اللہ کو پانچواں رکن قرار دیا گیا ہے۔اس سلسلے میں دونوں روایات صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ملتی ہیں۔ان دونوں کتابوں کو صحیحین کہتے ہیں۔ان کے متعلق عقیدہ ہے کہ یہ تمام کتابوں میں سب سے زیادہ صحیح ہیں۔ ان کو صحیح باعتبار اغلبیت کہا جاتا ہے۔شاہ ولی اللہ ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں تحریر کرتے ہیں:

''صحیحین کی شان یہ ہے کہ تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ ان میں جتنی حدیثیں موضوع متصل ہیں وہ سب یقیناً صحیح ہیں اور یہ دونوں کتابیں اپنے اپنے مضمون تک متواتر ہیں۔صحیحین کی احادیث......کی مقبولیت پر علماء کا اتفاق ہے۔''(۱۰)

صحیح مسلم شریف(۱۱) اور صحیح بخاری شریف میں روایت ہے:

''حَدَّثنَا عُبیدُاللہِ بنِ مُوسیٰ ، قَالَ:أخبَرنَا حَنظَلَۃُ بن أَبی سُفیانَ، عَن عِکرِمَۃَ ابنِ خَالِدٍ ، عَن ابنِ عُمَرَ رضی اللہ عَنها قَالَ! قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلیَ اللہُ عَلیہِ وَسَلَم: بُنِیَ الِاسلَامُ عَلی خَمسٍ شَهَادَۃِ اَن لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللہِ، وَ اِقَّامِ الصَّلوٰۃِ وَاِیتَاءِ الزَّکوٰۃِ وَالحَجّ وَ صَومِ رَمَضَان(۱۲)

اسی طرح صحیح بخاری اور مسلم شریف میں روایت ہے:

''......أن رجلاً قال لعبداللہ بن عمر: ألا تغزو؟ فقال: إنی سمت رسول اللہ ﷺ یقول: ''إنَ إلاسلام بُنِی عَلیٰ خَمسٍ: شَهَادۃِ أَن لَّا إلٰہَ إلَّا اللہُ، وَإقَّامِ الصَّلاۃِ وَ اِیتَاءِ الزَّکاۃِ وَ صیَام رَمَضَان وَ حَج البیت(۱۳)

شہادۃ،یعنی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔اس بات کی گواہی دینا اور زندگی میں اپنانا ہر مسلمان کا اولین فرض ہے۔لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ اسے کلمہ شہادۃ یا کلمہ توحید بھی کہتے ہیں۔اگر کوئی اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہے تو اس کو بھی اس کلمہ توحید کا اقرار کرنا ہوگا صلوٰۃ،عربی اصطلاح ہے۔نماز فارسی اور اُردو

صورت دین اسلام میں نماز دوسرا رکن ہے۔نماز عبادت کی صورت ہے۔نماز روزانہ پانچ وقت فجر،ظہر،عصر،مغرب اور عشاء کی فرض ہیں۔

زکوٰۃ سے مراد اللہ کی عطا کی ہوئی نعمتوں کو خالص کرنا ہے۔اس کی ادائیگی ہر مسلمان پر فرض ہے۔اس کا اہم مقصد غیر مساوات کو ختم کرنا اور معاشی مساوات کو برقرار رکھنا ہے۔زکوٰۃ کے پانچ اصول مانے جاتے ہیں۔

۱۔ ادا کرنے والا صرف اللہ کی راہ میں ادا کرے۔

۲۔ وقت تعین پر اس کی ادائیگی ہو جانی چاہیے۔

۳۔ زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد اس کی تشہیر نہیں ہونی چاہیے۔اگر زکوٰۃ کی رقم سے بھی زیادہ ادا کی جا رہی ہو۔ایسی صورت میں بھی تشہیر نہیں ہونی چاہیے نہ ہی تکبر ہونا چاہیے۔

۴۔ ادائیگی مال ہی کی شکل میں ہونی چاہیے۔اگر استطاعت نہیں ہے تو نیک اعمال کی شکل میں زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے۔

۵۔ زکوٰۃ کو اسی گروہ میں تقسیم کرنا چاہیے جہاں سے آمدنی آئی ہو۔

صوم یا روزہ کی تائید قرآن مجید میں واضح طور پر ملتی ہے۔روزے تین قسم کے فرض،نفل اور واجب ہیں۔رمضان کے روزے فرض ہیں جن کا ذکر سورۃ البقرہ میں ہے۔

حج ہر مسلمان جو قابل ہو اُس پر فرض کیا گیا ہے۔اسلامی تقویم کے آخری مہینہ ذوالحجہ میں ادا کیا جاتا ہے۔دنیا بھر کے مسلمان اس حج کی ادائیگی کے لیے مکہ مکرمہ پہنچتے ہیں۔

ملت اسلامیہ کے ارکان اساسی میں توحید،رسالت،نماز،روزہ،زکوٰۃ اور حج کو مخصوص حیثیت حاصل ہے۔آخر الذکر چار فرائض ایسے ہیں جو عمل سے متعلق ہیں۔علامہ اقبال نے ان کے فلسفہ پر اپنے خیالات ظاہر کیے ہیں لیکن پہلی دو حقیقتوں یعنی توحید اور رسالت پر رموزِ بے خودی میں نہایت شرح و بسط سے بحث کی ہے۔توحید اور رسالت کا تعلق چونکہ معتقدات سے ہے اور یہیں سے دوسرے شعبہ جات کی ابتداء ہوتی ہے اس لیے علامہ اقبال نے ان پر خصوصیت کے ساتھ بحث کی ہے کیونکہ توحید و رسالت کو دیگر ارکان اسلام سے وہی تعلق ہے جو بقیہ دفعات قانونی کو تمہید یا ''پری ایمبل'' سے ہوتی ہے۔علامہ اقبال کہتے ہیں(۱۴):

اہلِ حق را رمز توحید از بر است
در اتی الرحمٰن عبداً مضمر است
دیں از و، حکمت از و، آئین از و
زور از و، قوت از و، تمکین از و
اسود از توحید احمر می شود
خویش فاروقؓ و ابوذرؓ می شود
ملت از یک رنگی دلہاستی
روشن از جلوۂ این سیناستی

قوم را اندیشہا باید یکی
در ضمیرش مدعا باید یکی
جذبہ باید در سرشت او یکی
ہم عیار خواب و زشتِ او یکی
گر نباشد سوز حق در ساز فکر
نیست ممکن ایں چنیں اندازِ فکر
مدعاے ما ، مآل ما یکی ست
طرز و انداز خیال ما یکی ست(۱۵)

توحید ہی وہ حقیقت ہے جو انسان کو ان مکروہات سے محفوظ ومصوٗن رکھتی ہے جن میں اسیر ہو کر وہ زندگی کو پُر آشوب تصور کرنے لگتا ہے۔

عقائد میں سب سے اہم توحید کا عقیدہ ہے اور علامہ اقبال کے نزدیک قرآن مجید نے توحید کا جو بلند معیار قائم کیا ہے وہ کسی دوسری آسمانی کتاب میں نظر نہیں آتا چنانچہ انہوں نے خود ایک صحبت میں بیان کیا ہے:

> ''قرآن سے پہلے کسی اراضی وسماوی کتاب نے انسان کو اس بلند مقام پر نہیں پہنچایا جس کی قرآن نے اطلاع دی، یہ لفظ تم قرآن کے سوا کہیں نہ دیکھو گے۔وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمٰوٰاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۔آج تک تم جن اراضی وسماوی مہیب یا مفید ہستیوں کو اپنا معبود سمجھتے رہے ہو وہ سب اور تمام دیگر کائنات تمھاری خدمت کے لیے خلق کی گئی ہے۔
> توحید کا یہ مرتبہ اعلیٰ ماسوائے بے پروا کر دینے والا یہ انسانی خودی کا حقیقی عرفان قرآن سے پہلے کہیں نظر نہیں آتا۔''(۱۶)

علامہ اقبال کے نزدیک توحید کی حقیقت فلسفیانہ ہے جو صرف دل ودماغ سے تعلق رکھتی ہے تاہم اسلامی توحید صرف فلسفیانہ چیز نہیں بلکہ وہ ایک متفقہ عملی نظام ہے اور عہدِ رسالت اور عہدِ صحابہ میں ایمان وعمل دونوں کے مجموعے کا نام توحید ہے۔ چنانچہ ضرب کلیم میں فرماتے ہیں:

زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی
آج کیا ہے؟ فقط اِک مسئلہ علم کلام
روشن اس ضو سے اگر ظلمتِ کردار نہ ہو
خود مسلمان سے ہے پوشیدہ مسلمان کا مقام
میں نے اسے میر سپہ تیری سپہ دیکھی ہے
قل ھو اللہ کی شمشیر سے خالی ہے نیام
آہ اس راز سے واقف ہے نہ ملا نہ فقیہہ
وحدت افکار کی ہے وحدتِ کردار ہے خام(۱۷)

علامہ اقبال نے ۱۹۲۷ء میں انجمن حمایت اسلام کی دعوت پر عہدِ رسالتﷺ میں اشاعتِ اسلام کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ اس اجلاس میں دیگر علماء وفضلاء کے علاوہ علامہ اقبال ایسے مشاہیر بھی شامل تھے جنھوں نے سید سلیمان ندوی کی علمی فضیلت اور اہلیت وصلاحیت کا اعتراف فرمایا(۱۸) اور سید صاحب نے بھی علامہ اقبال کے بارے میں کہا:

''ایسا عارف فلسفی، عاشق رسولؐ، شاعر، فلسفۂ اسلام کا ترجمان اور کاروان ملت کا حدّی خواں صدیوں کے بعد پیدا ہوا تھا اور شاید صدیوں بعد پیدا ہو۔''(۱۹)

علامہ اقبال مفکر پاکستان کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ قرآن شناسی کی بدولت توحید کو زندگی میں رواں دواں قوت بنانے کے لیے جہالت کے خاتمے کے فطری اور مسلمہ اصول پر کاربند ہے۔ علامہ اقبال کے نزدیک ایک روحانی نظام کو اختیار کرنا ضروری ہے جو عین فطرت ہے۔ اس روحانی نظام کی بنیاد توحید پر قائم ہے جس کی وضاحت قرآن مجید پیش کرتا ہے۔ علامہ اقبال کے نزدیک مسلمان کے لیے رسالت پر پختہ ایمان اور آخری رسولﷺ کی پیروی اور اتباع بہت ضروری ہے کیوں کہ رسالت بنائے اتحادِ ملت ہے اور رسالت محمدیہ کا مقصد انسانوں کی آزادی، برادری اور برابری ہے۔ گول میز کانفرنس میں علامہ اقبال کی مصروفیات کو اخبار ''انقلاب'' نے ۱۲۸کتوبر ۱۹۳۱ء میں تحریر کیا جس میں علامہ اقبال نے اسلام کی حقیقت واضح کرتے ہوئے فرمایا:

''اسلام ایک [Dogmatic] مذہب نہیں ہے۔ اس کا منتہائے مقصود یہ ہے کہ نوعِ انسانی ایک گھرانا اور ایک خاندان بن جائے۔ شعرا اور فلسفی اس اتحاد نوع انسانی کے محض خواب دیکھتے رہے۔ لیکن اسلام نے اس مقصد کے حصول کے لیے ایک عملی اسکیم پیش کردی۔ کم از کم دنیائے اسلام کے سوا اور کوئی ایسا طریق نہیں جس پر کاربند ہوکر یہ امتیازات مٹ سکیں۔ اسلام نے جو فرائض، ارکان یا طریق عبادات مقرر کیے، ان سب کا مدعا یہ ہے کہ انسانی قلوب کو رنگ، نسل اور قوم کے امتیازات سے پاک کردے۔ اس ضمن میں حضرت علامہ نے نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے حقائق اجمالاً سرڈینی کو سمجھائے۔''(۲۰)

ارکانِ اسلام میں نماز مسلمانوں کی مخصوص عبادت جو رات دن میں پانچ وقت ادا کی جاتی ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ۷۸، ۷۹ اور سورۃ الروم میں ہے:

فَسُبۡحٰنَ اللّٰہِ حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَحِیۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ ۝ وَلَہُ الۡحَمۡدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَعَشِیًّا وَّحِیۡنَ تُظۡہِرُوۡنَ (۲۱)

سو پاکی بیان کرو اللہ تعالیٰ کی جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو اور اسی کے لیے ساری تعریفیں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں۔ نیز (پاکی بیان کرو) سہ پہر کو اور جب دوپہر کرتے ہو۔(۲۲)

نماز کے اوقات زوال آفتاب سے لے کر ظلمتِ شب تک ہیں۔ ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور صبح کی نماز میں سب جمع ہوتے ہیں اور رات کو تہجد مزید ہے۔

دیدہ او اشکبار اند نماز(۲۳)

''ضربِ کلیم'' میں علامہ اقبال کا ایک قطعہ ''نماز'' کے عنوان سے ہے جس میں انھوں نے بتایا کہ وہ سچے دل سے اللہ

تعالیٰ کی بارگاہ میں سر جھکاتے ہیں اور کبھی دوسروں کے سامنے نہیں جھکتے۔

بدل کے بھیس پھر آتے ہیں ہر زمانے میں
اگرچہ پیر ہے آدم، جواں ہیں لات و منات
یہ ایک سجدہ جسے تُو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات(۲۴)

علامہ اقبال کو بچپن سے قرآن مجید اور نماز پڑھنے کا ذوق وشوق تھا اور رات جہاں کہیں بسر کرتے اپنے معمولات میں کمی نہ آنے دیتے۔ آپ کے پرانے ساتھیوں جن میں گھنٹوں صحبت گرم رہتی ان میں مرزا جلال الدین بیرسٹرایٹ لاء کا کہنا ہے:

''ڈاکٹر صاحب جب رات میرے پاس گزارتے تو صبح اُٹھ کر نماز پڑھتے اور اس کے بعد بڑی خوش الحانی سے دیر تک قرآن کریم کی تلاوت کرتے۔ ان کی تلاوت سن کر بڑا لطف آتا اور ایک کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔''(۲۵)

علامہ اقبال کے والدین صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ علامہ اقبال کے والد کا یہ معمول تھا کہ جب بھی انہیں کسی بات سے ٹوکتے یا ان کو کچھ کرنے سے منع کرتے تو ہمیشہ قرآن مجید یا اسوۂ رسولؐ کی سند سے پندونصیحت فرماتے (۲۶)۔ علامہ اقبال بچپن سے نماز کے پابند تھے اور سحر خیزی کی عادت لندن میں بھی رہی۔

زمستانی ہوا میں گرچہ تھی شمشیر کی تیزی
نہ چھوٹے مجھ سے لندن میں بھی آدابِ سحر خیزی(۲۷)

علامہ اقبالؒ خود بھی نماز پڑھتے تھے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی نماز پڑھنے کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ اپنے بھتیجے شیخ اعجاز احمد ولد شیخ عطا محمد کو ایک مکتوب محررہ ۸ جون ۱۹۲۲ء میں لکھتے ہیں:

''میرے نزدیک صحت جسمانی و روحانی کی سب سے بڑی ضامن مذہبی زندگی ہے۔ میں نے تم کو لکھا بھی تھا کہ قرآن پڑھا کرو اور جہاں تک ممکن ہو نماز میں بھی باقاعدہ ہو جاؤ۔''(۲۸)

نماز اور زکوٰۃ کے بارے میں قرآن مجید کی سورۃ المجادلہ کی آیت ۱۳ اور سورۃ البقرہ میں ارشاد ربانی ہے:

وَاَقِیمُوالصلوٰۃ و َاتُوالزَّکوٰۃَ (۲۹)

''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔''

منشی محمد الدین فوق ''تذکارِ اقبال'' میں علامہ اقبال کا فرمان نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے دن رات میں پانچ مرتبہ مسلمانوں کو آزمایا ہے کہ وہ میری راہ میں اپنا وقت اور اپنا آرام قربان کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اس کے بعد زکوٰۃ وصدقات مقرر کیے۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ میرے بندے میری رضا پر میری راہ میں اور میری خاطر اپنا مال بھی دے سکتے ہیں یا نہیں۔''(۳۰)

زکوٰۃ کے لغوی معنی بڑھنے اور پاکیزگی کے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں مال کی ایک خاص مقدار یعنی اپنی

ضروریات اصلیہ سے فاضل ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونا کی مالیت رکھتا ہو وہ صاحبِ نصاب ہے اور اس پر جب سال گزر جائے تو مال کا چالیسواں حصہ راہِ خدا میں اس کے مستحقوں کو دینا فرض ہے زکوٰۃ کہلاتی ہے۔جس طرح ارکان اسلام کے باقی رکن فرض ہیں اسی طرح زکوٰۃ بھی صاحبِ حیثیت لوگوں پر فرض ہے۔نماز اور روزہ دونوں بدنی عبادتیں ہیں اور زکوٰۃ مالی عبادت ہے۔(۳۱)

معاشرے میں دولت اور ذرائع دولت کی تقسیم اس اسلوب سے ہو کہ سب کی ضروریاتِ زندگی پوری ہوں اور ان کے بنیادی حقوق غصب نہ ہوں۔انسانی ضروریات زندگی کو بہتر بنایا جا سکے۔علامہ اقبال اپنی کتاب ''علم الاقتصاد'' کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

''تاریخِ انسانی کے سیلِ رواں میں اصول مذہب بھی بے انتہا موثر ثابت ہوئے ہیں مگر یہ بات بھی روزمرہ کے تجربے اور مشاہدے سے ثابت ہوتی ہے کہ روزی کمانے کا دھندا ہر وقت انسان کے ساتھ ساتھ ہے اور چپکے چپکے اس کے ظاہری اور باطنی قویٰ کو اپنے سانچے میں ڈھالتا رہتا ہے۔ذرا خیال کرو کہ غریبی یا یوں کہو کہ ضروریاتِ زندگی کے کامل طور پر پورا نہ ہونے سے انسانی طرزِ عمل کہاں تک متاثر ہوتا ہے۔غریبی قویٰ انسان پر بہت بڑا اثر ڈالتی ہے، بلکہ بسا اوقات انسانی روح کے مجلّد آئینہ کو اس قدر زنگ آلود کر دیتی ہے کہ اخلاقی اور تمدنی لحاظ سے اس کا وجود وعدم برابر ہو جاتا ہے۔''(۳۲)

علم الاقتصاد کے چوتھے حصے میں پیداوار دولت کے حصہ داروں پر بحث کرتے ہوئے علامہ اقبال نے لگان اور سود کو بھی شامل کیا ہے جو معاشرے میں نئی خلفشار کو جنم دے رہے ہیں۔علامہ اقبال نے ان عناصر پر اپنے خیالات کا جس طرح اظہار کیا ہے اس سے ایک فلاحی معاشرے کے بارے میں ان کے رویے کی وضاحت ہوتی ہے:

''نظامِ قدرت میں نوع انسانی کے تمام افراد مساوی حقوق رکھتے ہیں۔کوئی کسی کا دبیل نہیں ہے اور تمام تمدنی معاملات مثلاً سرمایہ دار اور محنتی آقا و ملازم وغیرہ بالکل بے معنی ہیں۔ جائیداد شخصی تمام برائیوں کا سرچشمہ ہے۔لہٰذا اقوام دنیا کی بہبودی اسی میں ہے کہ ان بے جا امتیازات کو یک قلم موقوف کر کے قدیمی اور قدرتی اصول مشارکت فی الاشیاء کو مروج کیا جائے۔''(۳۳)

علامہ اقبال سرمایہ داری کے دشمن تھے۔انہیں سرمایہ داروں سے دلی نفرت تھی کیونکہ اسلام میں اس کی گنجائش نہیں ہے اس لیے وہ کھل کر بات کرتے تھے۔جمیل احمد ایم۔اے بریلوی اپنی ملاقاتوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''مجھے وہ وقت یاد ہے کہ جب پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے سلسلے میں حضرت علامہ مرحوم سے ملا کرتا تھا۔ ہر ملاقات میں وہ سرمایہ داری سے اپنی نفرت کا اظہار ضرور کرتے تھے۔وہ کہتے تھے کہ میں غریبوں سے کھل کر باتیں کرتا ہوں لیکن جب کوئی سرمایہ دار میرے ہاں آتا ہے تو مجھے ذہنی کوفت محسوس ہوتی ہے۔''(۳۴)

علامہ اقبال نے اس موضوع پر بہت سی نظموں میں بڑی تفصیل سے وضاحت کی ہے۔یہ نظمیں ''خضرِ راہ'' کی طرح

۱۹۲۲ء میں تحریر کی گئی ہیں۔اس لیے ان سب میں اندازِ بیاں تقریباً یکساں ہے مثلاً ''خضرِ راہ'' کے باب ''سرمایہ ومحنت'' میں زکوٰۃ کا ذکر کچھ اس طرح سے ہے:

اہلِ ثروت جیسے دیتے ہیں غریبوں کو زکات(۳۵)

اسرارِ خودی میں ایک شعر ہے:

حُبِ دولت را فنا سازد زکوٰۃ
ہم مساوات آشنا سازد زکوٰۃ(۳۶)

علامہ اقبال کا کہنا ہے کہ زکوٰۃ دولت کی محبت کو انسان کے دل سے مٹاتی ہے اور زکوٰۃ انسانوں کو مساوات سے آشنا کرتی ہے۔اللہ تعالیٰ کا سورۃ العمران میں ارشاد ہے:

"لَن تَنَالُو البِرَّ حَتَّیٰ تُنفِقُو مِمَّا تُحِبُّونَ(۳۷)

کے مطابق زکوٰۃ انسان کے دل کو مضبوط کرتی ہے اور دولت کو بڑھاتی ہے،لیکن دولت کی محبت کم کرتی ہے۔۲۴ جون ۱۹۲۳ء کے زمیندار اخبار میں علامہ اقبال کا ایک خط شائع ہوا۔اس میں لکھتے ہیں:

''قرآنِ کریم نے اس قوت کو مناسب حدود کے اندر رکھنے کے لیے قانونِ میراث اور زکوٰۃ وغیرہ کا نظام تجویز کیا ہے اور فطرتِ انسانی کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہی طریق قابلِ عمل بھی ہے۔''(۳۸)

ڈاکٹر جاوید اقبال نے علامہ اقبال کے معاشی تصورات کا خلاصہ گیارہ نکات کی صورت میں پیش کیا ہے۔اس میں ایک نقطہ اس طرح سے ہے:

''علامہ کے نزدیک قانونِ وراثت کا نفاذ اور زکوٰۃ، صدقہ اور عشر کی وصولی کا اہتمام کرنا ضروری ہے۔''(۳۹)

ارکانِ اسلام میں روزہ اسلام کا چوتھا رکن ہے۔روزہ پہلی اُمتوں پر بھی فرض رہا ہے اور آخری اُمت پر بھی اسے فرض قرار دیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا سورۃ البقرہ میں ارشاد ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا کُتِبَ عَلَیکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِینَ مِن قَبلِکُم لَعَلَّکُم تَتَّقُونَ(۴۰)

''اے ایمان والو!تم پر روزے فرض کیے گئے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو۔''

اسلام سے پہلے عرب میں بھی روزہ رکھنے کا رواج تھا لیکن رمضان کے روزہ کی فرضیت کا حکم ۲ھ میں ہوا اور سورۃ البقرہ کی آیت ۱۸۵ میں یہ حکم ہے ''فَمَن شَھِدَ مِنکُم الشَّھرَ فَلیَصُمہُ''،پس جس نے پایا تم میں سے اس ماہ (رمضان) کو پس لازم ہے کہ اس کے روزے رکھے۔

علامہ اقبال کے خطوط سے پتا چلتا ہے کہ وفات سے بیس بائیس سال قبل سے صوم وصلوٰۃ اور تہجد کے پابند تھے۔ایک خط ۱۱ جون ۱۹۱۸ء کو مہاراجہ بہادر کو لکھتے ہیں:

''انشاء اللہ کل صبح کی نماز کے بعد دُعا کروں گا۔کل رمضان کا چاند یہاں دکھائی دیا آج رمضان المبارک کی پہلی ہے۔''(۴۱)

روزے کو عربی میں صوم کہتے ہیں۔علامہ اقبال کے متروک کلام ''باقیات اقبال'' کے صفحہ ۵۶ میں نظم ''یتیم کا خواب'' میں ہے:

طاعت صوم کا ثواب ہے تو(۴۲)

اسی طرح فارسی مجموعہ کلام جاوید نامہ میں خطاب بہ جاوید میں علامہ اقبال کہتے ہیں:

نور در صوم و صلوٰت او نماند
جلوہ ئی در کائنات او نماند(۴۳)

علامہ اقبال کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں ان کے لیے مختلف قسم کی نعمتیں مہیا کیں وہاں روزوں کی شرط بھی لگا دی ہے کہ یہ لوگ میری خاطر بھوکے بھی رہ سکتے ہیں یا نہیں؟ میری خاطر ان گوناگوں نعمتوں سے،جن کو یہ زبان کا چٹخارہ سمجھتے ہیں ،منہ موڑ سکتے ہیں یا نہیں؟(۴۴)

رمضان المبارک میں علامہ اقبال کا یہ معمول تھا کہ وہ گھر میں خصوصی طور پر یہ حکم دیا کرتے تھے کہ گھر کے تمام بچوں کو سحری کے وقت ضرور بیدار کیا جائے خواہ وہ روزہ رکھیں یا نہ رکھیں تا کہ بچوں میں شعائرِ اسلامی سے واقفیت اور اُن کا احترام پیدا ہو جائے۔جاوید اقبال کی والدہ کو سخت تاکید کرتے کہ وہ جاوید کو سحری کے وقت اٹھایا کرے تا کہ کم سنی ہی میں اس میں مذہب کا ذوق پیدا ہو جائے اور وہ بڑا ہو کر راسخ العقیدہ مسلمان ثابت ہو سکے(۴۵)۔روزے کے بارے میں مزید فرماتے ہیں:

''بعض طبائع روحانیت کی طرف مائل ہوتی ہیں،بعض بسیار خور ہوتے ہیں۔اسلام کا مقصد ان دونوں میں توازن پیدا کرنے کے علاوہ یہ بھی ہے کہ جو حضرات روزہ نہ رکھ سکیں تو زرفدیہ دے دیں جس سے بھوکوں کی پرورش ہو گی۔صدقۃ الفطر کا مقصد بھی نچلے طبقے کی بہتری ہے۔''(۴۶)

رمضان المبارک کا مہینہ ختم ہونے پر یکم شوال کو عید الفطر مناتے ہیں۔علامہ اقبال نے غرّہ شوال یا ہلال عید کے عنوان سے بانگِ درا میں ایک نظم تحریر کی ہے:

غرہ شوال! اے نور نگاہِ روزہ دار
آ کہ تھے تیرے لیے مسلم سراپا انتظار(۴۷)

علامہ اقبال جاوید اقبال کے ساتھ عید کی نماز پڑھنے موٹر کار میں جاتے۔جاوید اقبال کی انگلی پکڑے ہوئے بادشاہی مسجد میں داخل ہوتے اور ان کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے۔۱۹۳۴ء میں عید الفطر ۱۰ جنوری کو آئی۔علامہ اقبال نے چوہدری محمد حسین اور جاوید اقبال کے ساتھ حسبِ معمول بادشاہی مسجد میں نماز ادا کی(۴۸)۔علامہ اقبال کے مجموعۂ کلام بال جبریل کی رباعیات میں نماز،روزہ،قربانی اور حج کے موضوعات پر کلام تحریر ہے(۴۹)۔حج کے بارے میں سورۃ العمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيلاً ط وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ

غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِینO
اللہ تعالیٰ کے لیے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے ان لوگوں پر جو اس کی استطاعت رکھتے ہوں
اور جو نہ مانے اللہ کو پروا نہیں ہے دنیا بھر کی۔(۵۰)

قرآن مجید کی بائیسویں سورت مختلف ادوار میں مکہ اور مدینہ دونوں جگہوں میں نازل ہوئی۔ حج اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ مال داروں پر زندگی میں ایک دفعہ بیت اللہ شریف کا حج کرنا فرض ہے۔ خانہ کعبہ کا طواف اور دیگر مقرر عبادات جو ماہ ذی الحجہ کی آٹھویں سے بارھویں تک مکہ معظّمہ، عرفات، مشعرالحرام اور منیٰ میں بجالاتے ہیں۔ پوری دنیا سے مسلمانوں کا مقرر عبادت ادا کرنے کے لیے مکہ معظّمہ میں عبادات بجالانے کا عمل ہے۔ علامہ اقبال ''بانگِ درا'' کی نظم ''بلادِ اسلامیہ'' میں کہتے ہیں:

وہ زمیں ہے تو مگر اے خواب گاہِ مصطفیٰؐ
دید ہے کعبے کو تیری حج اکبر سے سوا(۵۱)

شریعت میں ہر حج کو ''حج اکبر'' اور ہر عمرے کو ''حج اصغر'' کہتے ہیں۔ گویا عمرے کے مقابلے میں حج کو اکبر کہا جاتا ہے۔ عمرے میں کعبہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی بجالاتے ہیں جو ایک ہی دن میں تمام ہو جاتا ہے۔ علامہ اقبال اسرارِ خودی میں کہتے ہیں:

لا الٰہ باشد صدف گوھر نماز
قلب مسلم را حج اصغر نماز(۵۲)

علامہ اقبال کو حج ادا کرنے کی بڑی آرزو تھی۔ وہ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ علی بخش! خدا نے چاہا تو ہم اگلے برس ضرور حج کو چلیں گے اور تم میرے ساتھ ہو گے۔ مگر ہر مرتبہ کوئی نہ کوئی ایسا واقعہ پیش آجاتا کہ ان کی یہ آرزو پوری نہ ہو سکتی۔ اس کا انہیں بڑا قلق ہوتا اور وہ حسبِ معمول اگلے برس پھر حج کو جانے کے منصوبے باندھنے لگتے۔ ان کا ذوق وشوق دیکھ کر کئی اور لوگ بھی ان کی معیت میں حج کو جانے کے لیے تیار ہو جاتے تھے۔ ان میں ایک ''حافظ دیگاں والا'' بھی تھا۔ وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ ڈاکٹر صاحب میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔ راستے میں آپ کے لیے کھانا تیار کر دیا کروں گا اور اس بہانے حج کی سعادت بھی نصیب ہو جائے گی۔ علامہ اقبال اس کی باتیں سن کر آبدیدہ ہو جاتے تھے(۵۳)۔ گول میز کانفرنس سے واپسی کے بعد علامہ اقبال کے کسی دوست نے ان سے پوچھا ''اقبال تم یورپ سے ہو کر آئے ہو، کیا اچھا ہوتا کہ واپسی پر روضۂ اطہر کی زیارت سے بھی آنکھیں نورانی کر لیتے۔'' یہ سنتے ہی ڈاکٹر صاحب کی طبیعت دگرگوں ہو گئی، چہرے پر زردی چھا گئی، آنکھوں میں آنسو بہنے لگے اور جب کافی دیر کے بعد آپ کی طبیعت سنبھلی تو آپ نے رندھے ہوئے لہجے میں فرمایا:

''میں کس منہ سے روضۂ اطہر پر حاضر ہوتا۔''(۵۴)

۱۹۳۲ء میں انگلستان سے واپس آتے ہوئے جب وہ موتمر اسلامیہ میں شرکت کے لیے بیت المقدس تشریف لے گئے تو اس وقت سفرِ حجاز کا سامان تقریباً مکمل ہو چکا تھا لیکن ان کے دل نے یہ گوارا نہیں کیا کہ دربارِ رسولؐ میں ضمناً حاضری دی جائے۔ اس لیے اُس وقت یہ شوق پورا نہ ہو سکا۔ اس کے بعد ان کی علالت کا سلسلہ شروع ہوا اور مرض کے مختلف مد و جزر کے بعد ۱۹۳۷ء میں وہ اس قابل ہو گئے کہ فریضۂ حج کی ادائیگی کے بعد مدینہ منورہ کی زیارت سے فیض یاب ہو سکیں۔ ایک خط مخدوم الملک سید غلام میراں شاہ کے نام محررہ ۱۹۳۷ء میں لکھتے ہیں:

''حج بیت اللہ کی آرزو تو گزشتہ دو تین سال سے میرے دل میں بھی ہے۔ خدا تعالیٰ ہر پہلو سے استطاعت عطا فرمائے تو یہ آرزو پوری ہو اور اگر آپ رفیقِ راہ ہوں تو مزید برکت کا باعث ہو، عراق کی راہ جائیں تو بہت سے مقدس مقامات کی زیارت ہو جاتی ہے لیکن بغداد سے مدینہ تک چھ سو میل کا طویل سفر ہے جو لاری پر کرنا پڑتا ہے۔ صحرائی سفر بہت دشوار گزار ہے۔ وہاں کی گورنمنٹ کی طرف سے اطلاع اخباروں میں شائع ہوئی تھی کہ جن لوگوں کی صحت اچھی نہیں وہ یہ راستہ اختیار نہ کریں۔ مولوی محبوب عالم مرحوم ایڈیٹر پیسہ اخبار کی صاحبزادی فاطمہ بیگم ایڈیٹر ''خاتون'' جو حال ہی میں واپس آئی ہیں، وہ بھی اس راستے کی دشواری کی تصدیق کرتی ہیں۔ آپ ایسے باہمت جوان کے لیے تو یہ سفر قطعاً مشکل نہیں، ہمت تو میری بھی بلند ہے لیکن بدن عاجز و ناتواں ہے کیا عجب کہ خداوند تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور آپ کی معیت اس سفر میں نصیب کرے۔ چند روز ہوئے سر اکبر حیدری وزیر اعظم حیدر آباد کا خط مجھ کو ولایت سے آیا تھا جس میں وہ لکھتے ہیں کہ حج بیت اللہ اگر تمہاری معیت میں نصیب ہو تو بڑی خوشی کی بات ہے، لیکن درویشوں کے قافلہ میں جو لذت و راحت ہے وہ امیروں کی معیت میں کیوں کر نصیب ہو سکتی ہے۔ میرے دوست غلام بھیک نیرنگ نے بھی خطوط اپنے احباب کو بغداد میں میرے کہنے پر لکھے ہیں کہ مذکورہ بالا راستہ کے کوائف سے مفصل آگاہی ہو، ان کا جواب آنے پر آپ کو بھی اطلاع دوں گا۔'' (۵۵)

لیکن اس سال ان کی معیت میں فریضہ حج ادا نہ کر سکے جس پر انہوں نے ۱۲ اور ۴ دسمبر ۱۹۳۷ء میں اظہار افسوس کیا ہے (۵۶)۔ اس کے بعد انہوں نے ۱۹۳۸ء میں اس مبارک سفر کی تیاری شروع کی اور اطالوی کونسل جنرل نے ان کو اطالوی کمپنی لائڈ ٹریسٹوں کے کسی جہاز میں سفر کرنے کی دعوت دی۔ ڈاکٹر صاحب موجودہ حالت میں سفر کی زحمت برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے وہ ہر قسم کی سہولت چاہتے تھے اور اسی غرض سے اس کمپنی سے خط و کتابت کر رہے تھے، لیکن بایں ہمہ جدو جہد ان کو اس سال بھی یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی۔ چنانچہ پروفیسر عبدالحمید لکھتے ہیں:

''اس ملاقات سے پہلے بھی ایک دو بار مجھ سے ڈاکٹر صاحب نے سفرِ حجاز کے متعلق اس تجویز کا ذکر کیا تھا۔ انھیں حج کی اس قدر لو لگی تھی کہ غالباً انتقال کے وقت انھیں اسی ایک آرزو کے پورا نہ ہونے کا رنج رہا ہوگا۔'' (۵۷)

وفات سے چند ماہ بیشتر وہ حج کرنے کے لیے اور بھی بے تاب نظر آتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ جب میں حج کو جاؤں گا تو راستے میں ایک اور کتاب لکھوں گا۔ زندگی کے آخری ایام میں ایک دن کہنے لگے:

''علی بخش! اب تو حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ میرے حج کرنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی مگر تم ضرور حج کرو گے۔ چنانچہ ان کی وفات کے بعد علی بخش کو بیت اللہ اور روضۂ رسولؐ پر جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ سبحان اللہ۔ علی بخش بتاتے ہیں کہ ان کی وفات کے بعد جب مجھے بیت اللہ جانے کی سعادت نصیب ہوئی تو مجھے یوں لگا جیسے ڈاکٹر صاحب میرے

سامنے کھڑے مسکرا رہے ہیں اور ان کی یاد آتے ہی میری ہچکیاں بندھ گئیں۔'' (۵۸)

علامہ اقبال نے اپنی تصنیفات میں جو خیالات ظاہر کیے ہیں، وہ اگرچہ فلسفیانہ ہیں لیکن عملی حیثیت سے وہ مسلمانوں کے لیے عقیدۂ توحید و رسالت نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کو کافی سمجھتے تھے جس کے معنی یہ ہیں کہ ایک مسلمان کو مسلمان بننے کے لیے فلسفہ کی ضرورت نہیں بلکہ عمل کی ضرورت ہے۔ چنانچہ ایک ملاقات میں حکیم محسن علی عرشی نے ان سے کہا کہ آپ کے مدراس والے لیکچر بے حد مشکل ہیں اگر اسلام یا قرآن کا منشا وہی ہے جو آپ نے ان لیکچروں میں بیان فرمایا ہے اور جس کو اس ترقی یافتہ زمانہ کے بڑے بڑے اہل علم سمجھنے سے قاصر ہیں تو قرون اول کے عرب صحرانشینوں نے اسے کیا سمجھا ہوگا؟ اس کے جواب میں علامہ اقبال نے فرمایا: بنی الاسلام علی الخمس۔ کسی قوم کی تشکیل و تعمیر کے لیے اسلام کے پانچ ارکان مشہور کا اجراء و انضباط کافی ہے۔ چنانچہ اس کی محسوس عملی صورت عہد سعادت سے بہتر کہیں نظر نہیں آسکتی اور تاریخ کا حافظ اس حقیقت کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا (۵۹)۔ انہی پانچ ارکان اسلام پر ڈاکٹر عزیز الرحمٰن عزیز نے اپنے پی ایچ ڈی مقالے ''فکر اقبال میں ارکان اسلام'' (۶۰) میں میری نگرانی میں تحقیق مکمل کر کے ڈگری حاصل کی ہے۔

ڈاکٹر عزیز الرحمٰن عزیز نظامی سے پہلی ملاقات ۲۰۰۷ء میں خانہ فرہنگ ایران سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی میں ہوئی جہاں ادبی تقریبات میں جایا کرتے تھے۔ اسی ملاقات میں انہوں نے اپنا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ وہ فاضل فارسی کے ساتھ ایم اے اردو اور ایم فل اقبالیات میں علامہ اقبال اور مولانا رومی پر سند یافتہ ہیں اور اب علامہ اقبال پر ہی ڈاکٹریٹ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ پھر انھوں نے وفاقی جامعہ اُردو اسلام آباد کیمپس میں ایم فل لینڈنگ ٹو پی ایچ ڈی میں داخلہ لے کر تیسرے بیج میں شامل ہوئے۔ کورس ورک کی تکمیل کے بعد موضوعات پر مشاورت شروع ہوئی تو میرے ذہن میں ایک موضوع کافی عرصے سے گردش کر رہا تھا بلکہ میرے پی ایچ ڈی مقالے ''اقبال کی نظر میں اسلامی فقہ کی تشکیل جدید'' (۶۱) کے دوران کئی موضوعات در آئے تھے۔ ان موضوعات میں علامہ اقبال بطور مفسر، علامہ اقبال اور فقہی مسائل، علامہ اقبال اور اسلام کے بنیادی عقائد اور ارکان اسلام تھے۔ ان موضوعات پر میں نے اپنے مقالے میں مختلف جگہوں پر نشاندہی بھی کی ہے جن پر تحقیقی کام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ ارکانِ اسلام پر ڈاکٹر عزیز الرحمٰن عزیز نظامی نے دلچسپی کا اظہار کیا کیونکہ انھوں نے پہلے ہی علامہ اقبال اور مولانا جلال الدین رومی پر ایم فل اقبالیات میں مقالہ بہ عنوان ''(علامہ اقبال اور) رومی کے تصورِ عشق کا تقابلی جائزہ'' (۶۲) پر تحقیقی کام مکمل کیا ہوا ہے اور اقبالیات پر ان کا مطالعہ کافی وسیع ہے۔ مولانا جلال الدین رومی کو علامہ اقبال اپنا پیر و مرشد تسلیم کرتے ہیں:

پیر رومی خاک را اکسیر کرد (۶۳)

علامہ اقبال کہتے ہیں کہ پیر رومی نے خاک کو اکسیر بنا دیا اور میری خاک سے کئی جلوے تعمیر کر دکھائے۔ علامہ اقبال اور مولانا جلال الدین کے نظریات میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ علامہ اقبال کے کلام میں مولانا روم کو پیر رومی اور اپنے آپ کو مرید ہندی کہہ کر سلسلہ کلام چلاتے ہیں۔ آپ اردو میں سوال کرتے ہیں اور مولانا روم اس کا فارسی میں جواب دیتے ہیں۔ دراصل علامہ اقبال نے اپنی مثنوی مولانا روم کی مثنوی معنوی کے طرز پر کہی ہے۔ علامہ اقبال کی بہت سی نظمیں اردو اور فارسی کلام میں رومی کے نام سے ہیں (۶۴)۔ مولانا رومی اور علامہ اقبال کے سیکڑوں اشعار ڈاکٹر عزیز الرحمٰن عزیز نظامی کو ازبر ہیں۔ زہے نصیب انھوں نے علامہ اقبال اور ارکان اسلام کے موضوع میں دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے بڑی خوش دلی سے اس موضوع کو

قبول کرلیا۔ انھوں نے اپنے مطالعہ کی روشنی میں تحقیقی خاکہ بنایا جو شعبہ اُردو کے اساتذہ کرام کے اجلاس میں پیش ہوا۔ اس وقت جامعہ کی طرف سے شعبہ جاتی کمیٹی (DRC) نہیں بنی ہوئی تھی۔ اس کا وجود بعد میں قائم ہوا تو اس میں انچارج شعبہ اردو اور ایک سینئر پروفیسر ممبر بنائے گئے۔ بعدازیں رئیس کلیہ فنون کو کنویز اور شعبہ اردو کے انچارج اور دو سینئر پروفیسر صاحبان ممبران بنائے گئے۔ اوراب رئیس کلیہ فنون پروفیسر ڈاکٹر محمد ضیاء الدین کنویز اور میرے ساتھ ڈاکٹر فہمیدہ تبسم اور ڈاکٹر ناہید قمر ممبران ہیں۔ بہرحال اس وقت شعبہ اردو میں میرے ساتھ ڈاکٹر ناہید قمر اور مہمان پروفیسروں میں ڈاکٹر نوازش علی اور پروفیسر احمد جاوید بھی دفاعی اجلاس میں تشریف فرما تھے۔ ڈاکٹر نوازش علی نے اس موضوع کو یکسر مسترد کردیا لیکن ڈاکٹر عزیز الرحمٰن عزیز نظامی نے اپنے موضوع کا بہترین دفاع کیا تو ممبران نے تحقیقی خاکہ پر رضامندی کا اظہار کردیا تو گریجویٹ ریسرچ منیجمنٹ کونسل (GRMC) نے اسے حتمی منظوری کا خط جاری کردیا۔ پی ایچ ڈی کے کورس ورک کے دوران ان کی اسائنمنٹس نے مجھے متاثر کیا جو پوری محنت، لگن اور شوق و جذبہ کے ساتھ تیار کرتے۔ پھر آئے دن مختلف اخبار و رسائل میں علامہ اقبال سے متعلق ان کی تحریریں پڑھ کر یہ راز کھلا کہ یہ فارغ بیٹھنے کے قائل نہیں اور انھیں علامہ اقبال سے دلی وابستگی ہے۔ انہوں نے کورس ورک کے دوران ہی اپنے ہم مکتب رفیق ڈاکٹر قمر الطاف کے ساتھ مل کر ''ارمغانِ ادب'' کے نام سے ایک کتابی سلسلہ شروع کیا۔ پہلے شمارے میں انہوں نے مجھے سرپرست و نگران اعلیٰ مقرر کیا اور عزیز الرحمٰن عزیز نظامی مدیر اعلیٰ، ڈاکٹر نذر خلیق اور قمر الطاف مدیران مقرر ہوئے (۶۵)۔ ڈاکٹر عزیز الرحمٰن عزیز نظامی خود بھی پبلشرز تھے اور ان کا پریس عزیز سنز انٹرنیشنل پبلشرز اقبال مارکیٹ گوالمنڈی راولپنڈی میں قائم تھا جو انہوں نے آسٹریلیا جانے سے پہلے فروخت کردیا ہے۔ ارمغانِ ادب کا دوسرا شمارہ قمر الطاف مدیر اعلیٰ اور عزیز الرحمٰن عزیز نظامی مدیر اعزازی کی ادارت میں معروف شاعر اور ادیب نسیم سحر اور ڈاکٹر قاسم بن حسن کی سرپرستی میں منظر عام ہوا (۶۶)۔ اس جریدے کے پانچ شمارے انھیں کی سرپرستی میں ڈاکٹر قمر الطاف نے شائع کیے ہیں۔ دوسرے شمارے کے بعد عزیز الرحمٰن عزیز نظامی آسٹریلیا روانہ ہو گئے تھے اس لیے اب اس سہ رکنی ادارت میں ارمغان ادب کا سفر جاری رہا (۶۷)۔ ڈاکٹر قمر الطاف مزاجاً تبدیلی کے قائل ہیں اور جامعہ اُردو اسلام آباد کیمپس میں ایم فِل لیڈنگ ٹو پی ایچ ڈی اُردو کے دوسرے بیچ کے طالب علم رہے۔ ان کا اصل نام الطاف حسین ولد غلام حسین ہے۔ آپ ۳۱ دسمبر ۱۹۷۶ء کو احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ فاضل ہائی سکول احمد پور شرقیہ سے ۱۹۹۲ء میں میٹرک کرنے کے بعد ۱۹۹۹ء میں بہاولپور بورڈ سے انٹرمیڈیٹ اور اسلامیہ یونیورسٹی سے ۲۰۰۱ء میں بی اے اور ۲۰۰۴ء میں ایم اے اُردو و اقبالیات میں ''عباس تابش شخصیت و فن'' پر مقالہ تحریر کرکے ڈگری حاصل کرنے کے بعد ۲۰۰۶ء میں ایم اے تاریخ میں بھی کامیابی حاصل کرلی (۶۸)۔

وفاقی جامعہ اُردو اسلام آباد سے پی ایچ ڈی میں ڈاکٹر قرۃ العین طاہرہ کی نگرانی میں ''اُردو ادب میں معاصرانہ چشمک'' (۶۹) پر مقالہ تحریر کرکے ۲۰۱۶ء میں ڈاکٹر بن گئے ہیں۔ جامعہ اُردو میں مہمان پروفیسر کی حیثیت سے پڑھاتے بھی رہے اور ساتھ ہی علی ٹرسٹ کالج کے بعد پنجاب کالج میں بھی پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔ ان کا پہلا شعری مجموعہ ''پھر بہار آ گئی'' قمر احمد پوری کے نام سے دسمبر ۲۰۰۵ء میں شائع ہوا۔ اس کا دوسرا ایڈیشن کچھ ترمیم و اضافہ کے ساتھ قمر الطاف کے نام سے ان کے اپنے اشاعتی ادارے دنیائے اُردو پبلی کیشنز سے شائع ہوا (۷۰)۔ یہ ادارہ معروف ادباء و شعراء کی کتب بھی شائع کررہا ہے۔ ڈاکٹر قمر الطاف بڑی مستعدی سے مصروفِ عمل ہیں۔ یہ ۲۰۰۷ء میں کچھ عرصہ ماہنامہ نیرنگ خیال کے مدیر سلطان رشک کی معاونت کرتے رہے۔ نیرنگِ خیال کے بانی حکیم محمد یوسف حسن کی طرح یہ بھی ارمغانِ ادب میں ادارتی تبدیلیاں کرتے

رہے۔ یہ ڈاکٹر عزیز الرحمٰن عزیز نظامی کے دوستوں میں شامل ہیں۔ ارمغانِ ادب کے پہلے شمارے کے ٹائیٹل پر ہی مولانا جلال الدین رومی اور علامہ اقبال کی تصاویر سے ڈاکٹر عزیز الرحمٰن عزیز نظامی کی ان ہستیوں کے ساتھ ذہنی وابستگی کا پتا چلتا ہے۔ ڈاکٹر عزیز الرحمٰن عزیز نظامی کا تعلق ایک علمی و دینی گھرانے سے ہے جو مشرقی روایات اور اخلاقی قدروں کا امین ہے۔ ان کے والد علامہ اقبال کے والد گرامی کی طرح صوفی منش درویش صفت انسان تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور اعلیٰ اوصاف کے باعث اپنے گرد و پیش میں محترم مقام رکھتے تھے۔ ان کی ایک تصویر ڈاکٹر عزیز الرحمٰن عزیز نظامی نے اپنے پریس میں آویزاں کر رکھی تھی۔ اس تصویر پر پیر و مرشد محمد عبدالرحمٰن چشتی نظامی لکھا ہوا تھا۔ میرے استفسار پر انھوں نے بتایا کہ میں اپنے والد گرامی کے ہاتھ چشتی نظامی سلسلے سے بیعت لیے ہوئے ہوں اور کبھی کبھار گوشۂ تنہائی میں ان سے باتیں بھی کر لیتا ہوں۔ حج اور عمرے کے دوران ایسے محسوس ہوتا رہا جیسے وہ میرے ساتھ ساتھ ہیں۔ اس لیے انھوں نے پیر و مرشد قبلہ والد گرامی کی تلقین اور تقلید میں اپنے نام کے ساتھ چشتی نظامی کا اضافہ کر لیا ہے۔

ڈاکٹر عزیز الرحمٰن عزیز چشتی نظامی کو صوفیانہ وصف اپنے والد گرامی سے ورثے میں ملا اور علامہ اقبال اور مولانا رومی کے مطالعہ سے اس میں مزید چاشنی پیدا ہوئی۔ ڈاکٹر عزیز الرحمٰن عزیز چشتی نظامی پہلے ۱۹۷۴ء میں کوئٹہ کے راستے ایران اور ترکی میں پندرہ دن مقیم رہے۔ ۱۹۷۵ء میں وزارتِ تعلیم وثقافت ایران کی طرف سے فارسی پڑھنے پڑھانے والوں کی نامزدگی میں اسلام آباد سے صرف آپ میرٹ پر پورے اُترے تھے۔ اس طرح چار مہینے مہمان کی حیثیت سے جدید فارسی کے حصول تعلیم میں مصروف رہے۔ یہاں تہران سے ایک کلومیٹر دانش گاہِ سپاہِ پاسداران انقلاب اسلامی میں مقیم رہے۔ انہیں وہاں مزارات امام علی رضا، بوعلی سینا، شیخ سعدی اور حافظ شیرازی کے علاوہ بہت سی جگہوں کے دورے بھی کرائے گئے۔ ۱۹۷۹ء میں اومان چلے گئے۔ اسی سال سعودیہ میں عمرہ ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی زیارتوں کے بعد ہر مسلمان کی تڑپ میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے ۲۰۰۳ء میں حج کی سعادت حاصل کی تو بے قراری میں اضافہ ہوا اور آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے کے لیے ۲۰۱۴ء میں ایک بار پھر عمرہ ادا کرنے چلے گئے۔ یہاں وہی پہنچتے ہیں جن کا بلاوا ہوتا ہے۔ اپنے پی ایچ ڈی مقالے کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

> ''اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور میرے والدین کریمین شریفین کی کریمانہ دعاؤں کی بدولت (مقالہ) تکمیل پذیر ہوا۔ اسی دوران مجھے اپنی شریکِ حیات کی دائمی جدائی اور مفارقت کے صدمے کو بھی برداشت کرنا پڑا اور اولاد کی خاموشی اور تنہائی بھی آڑے آتی رہی۔'' (۱۷)

ڈاکٹر عزیز الرحمٰن عزیز چشتی نظامی کو اپنی اہلیہ کی جدائی کا بڑا رنج والم تھا۔ ان کا نکاح ۲۰ فروری ۱۹۷۷ء کو اسلام آباد میں لال مسجد کے امام مولانا عبداللہ نے پڑھایا تھا۔ نکاح اللہ کی رضا اور خوشنودی اور تکمیل سنت کے جذبے سے کیا جائے تو رزق وروزی کے نئے اسباب اور وسائل پیدا ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر عزیز الرحمٰن عزیز چشتی نظامی اس وقت ایک کوارٹر میں رہائش پذیر تھے لیکن اپنی زوجہ منکوحہ کی برکات سے دن بدن ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے غنی ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں رزق میں کشادگی فرمائی وہاں انہیں ایک صاحبزادے احسان احسن اور تین صاحبزادیوں سے نوازا۔ انھوں نے اولاد کو اعلیٰ تعلیم دلوائی اور خود بھی علامہ اقبال پر مقالہ تحریر کر کے ڈاکٹر بن گئے ہیں۔

ڈاکٹر عزیز الرحمٰن عزیز چشتی نظامی علامہ اقبال کے عقیدت مند، پُرعزم اور باہمت شیدائی ہیں۔ انہوں نے اپنے

مقالے کو ایک چیلنج سمجھ کر قبول کیا اور امر واقعہ یہ ہے کہ قرآن مجید، احادیث مبارکہ، اسلامی کتب اور اقبالیات کا بڑی گہرائی اور گیرائی سے مطالعہ کیا جس کا اندازہ مقالے اور اس کی کتابیات سے با آسانی لگایا جا سکتا ہے۔ مقالے کے سلسلے میں وہ قدم قدم پر رہنمائی حاصل کرتے رہے۔ انہوں نے مجھے بھی اس موضوع پر از سرِ نو مطالعہ کرنے کا موقع فراہم کیا۔ آرنلڈ نے علامہ اقبال کے بارے میں کہا تھا:

''ایسا شاگرد استاد کو محقق اور محقق کو محقق تر بنا دیتا ہے۔'' (۷۲)

میں نے اپنی تحقیق کے دوران عقائد و عبادات میں توحید، عقیدۂ رسالت، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے بارے میں علامہ اقبال کے خیالات بکھرے ہوئے دیکھے تھے جو ڈاکٹر عزیز الرحمٰن عزیز چشتی نظامی نے تحقیقی کام کر کے اپنے مقالے میں محنت، جانفشانی اور بڑی محبت کے ساتھ مربوط و مبسوط کر دیے ہیں۔ اس مقالے کے بیرونی ممتحین میں انقرہ ترکی سے ڈاکٹر اے بی اشرف اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی انڈیا سے ڈاکٹر سیما صغیر کی امتیازی تنقیح رپورٹس کے بعد زبانی امتحان کے لیے ڈاکٹر علی کمیل قزلباش نے ۳۰ مارچ ۲۰۱۷ء میں عوامی دفاع میں انھیں کامیاب قرار دیا۔ اب یہ مقالہ کتابی شکل میں منظر عام ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر عزیز الرحمٰن عزیز چشتی نظامی نے پہلے باب میں ارکان اسلام کی اہمیت اور فرضیت کو قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر عزیز الرحمٰن عزیز چشتی نظامی نے ارکان اسلام کی اپنی ہی ترتیب میں توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے عنوانات سے ابواب بندی کی ہے۔ پہلے باب میں ارکان اسلام کے آغاز و ارتقا پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ اس باب کو الگ کتابی شکل میں شائع کرنے کا ارادہ رکھتے تھے لیکن دوستوں کے مشورے کے بعد اسی کتاب میں اشاعت کو مناسب سمجھا۔

دوسرے باب میں ''علامہ اقبال کی نظر میں عقیدۂ توحید'' کو علامہ اقبال کے فکر کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ علامہ اقبال کا دل عشق الٰہی اور عشق رسول ﷺ سے معمور تھا۔ یہ جذبہ اتنا شدید تھا کہ حجاز مقدس اور روضۂ اطہر کی زیارت کا کلمہ ہر وقت ان کے ورد زبان رہتا تھا۔ اس موضوع پر اقبال شناسوں کی کتابوں کی طویل فہرست ہے لیکن ڈاکٹر عزیز الرحمٰن عزیز چشتی نظامی نے ایک منفرد انداز میں اپنے موضوع کے مطابق پیش کیا ہے جس میں علامہ اقبال کا فکری بہاؤ توحید و رسالت اور ارکانِ اسلام کے گرد گھومتا ہے۔

تیسرے باب ''علامہ اقبال اور نماز'' میں نماز کی اہمیت، فضیلت اور اس کے فیوض و برکات پر علامہ اقبال کے شعری اور نثری افکار کو بروئے کار لایا گیا ہے۔

چوتھے باب ''فکرِ اقبال میں روزہ کی اہمیت'' کو مذہبی افکار سے موجزن کر دیا ہے۔

پانچویں باب ''فکر اقبال میں زکوٰۃ کی اہمیت'' کو علامہ اقبال کی نثری تصنیف علم الاقتصاد اور اشعار کی روشنی میں تحریر کیا گیا ہے۔

چھٹے باب ''علامہ اقبال اور حج مقدس'' میں علامہ اقبال کا تصور حج اور ان کے حج کرنے کی خواہش اور مختلف اسفار کو بڑے فکری اور تحقیقی انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر عزیز الرحمٰن عزیز چشتی نظامی عمرے اور حج کی سعادتیں حاصل کر چکے ہیں اس لیے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی تجلیات ان پر آشکار ہو چکی ہیں۔ علامہ اقبال اور حج مقدس کے موضوع پر بڑی عرق ریزی سے اپنی تحقیق کے جوہر دکھائے ہیں۔

آخری باب میں پورے مقالے کا ماحصل اور کتابیات کی ایک طویل فہرست ہے جن سے ڈاکٹر عزیز الرحمٰن عزیز چشتی

نظامی نے استفادہ کیا ہے۔

ڈاکٹر عزیز الرحمٰن عزیز چشتی نظامی ڈگری حاصل کرنے کے بعد اپنے اکلوتے صاحبزادے احسان احسن الرحمٰن کے ساتھ شکستہ دل کے ساتھ مستقل طور پر آسٹریلیا میں منتقل ہو گئے ہیں۔ علامہ اقبال کے قیام یورپ کی طرح یہ بھی مضطرب دکھائی دیتے ہیں جس کا اظہار ایک بار پاکستان آ کر کر چکے ہیں۔ انہوں نے اپنے دوسرے پیرومرشد علامہ اقبال کی طرح بیرون ملک کئی سفر کیے۔ آسٹریلیا میں مستقل اقامت سے پہلے سعودی عرب کے تین، اومان اور ترکی کا ایک ایک اور دو ایران کے اسفار شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد ﷺ سے عشق اور ابن سینا، شیخ سعدی، حافظ شیرازی، مولانا جلال الدین رومی، علامہ اقبال اور فارسی کی محبت میں یہ سفر طے کیے۔ علامہ اقبال کا بال جبریل کی ایک غزل میں شعر ہے۔

ہر اک مقام سے آگے مقام ہے تیرا
حیات ذوقِ سفر کے سوا کچھ اور نہیں (۷۳)

ڈاکٹر عزیز الرحمٰن عزیز چشتی نظامی میری نگرانی میں پی ایچ ڈی کرنے والے محققین میں سرِفہرست ہیں۔ آپ ہائر ایجوکیشن کمیشن کے منظور سپروائزر ہیں۔ انہوں نے ہماری جامعہ کے بیشتر پی ایچ ڈی مقالوں کی بیرونی ممتحین کی حیثیت سے جانچ پرکھ کر کے تنقیح رپورٹس تحریر کی ہیں۔ مختصر یہ کہ ڈاکٹر عزیز الرحمٰن عزیز چشتی نظامی کا مقالہ کتابی شکل میں شائع ہو رہا ہے جو اقبالیات میں نہ صرف ایک اہم اور گراں قدر اضافہ ہے بلکہ موجودہ اور مستقبل کے محققین اقبالیات، لسانیات، اسلامیات کے لیے ایک حوالے کی کتاب قرار پائے گا۔ اور یہ امر بلاشبہ ڈاکٹر عزیز الرحمٰن عزیز چشتی نظامی کے لیے بہت بڑا اعزاز ہوگا۔ اس کاوش پر اللہ تعالیٰ اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے ان کی بخشش کا ساماں پیدا کرے اور دعا ہے کہ ان کے شوق و جذبہ میں مزید اضافہ فرمائے تاکہ وہ شائق قارئین کے لیے نت نئی کتابیں تحریر کرتے رہیں۔ آمین۔

ہے یہی بہتر الٰہیات میں الجھا رہے
یہ کتاب اللہ کی تاویلات میں الجھا رہے (۷۴)

حوالہ جات

۱۔ محمد وسیم انجم، ڈاکٹر، قرآن اور قانون جدید، راول پنڈی: انجم پبلشرز، ۲۰۰۶ء، ص: ۳۷۔۵۱

۲۔ علی اصغر چوہدری، معلومات قرآن، لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، س ن، ص: ۸

۳۔ امجد رؤف خان، مدیر اعلیٰ: سیارہ ڈائجسٹ (رسول نمبر)، نومبر ۲۰۰۹ء، ص: ۴۹

۴۔ نذیر معین، شیخ، ایڈیٹر: مختصر اُردو، لاہور: دائرہ معارفِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، ص: ۴۸۸

۵۔ محمد اقبال گیلانی، زکوٰۃ کے مسائل، لاہور: حدیث پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء، ص: ۷

۶۔ الحج: ۲۲

۷۔ الانعام: ۱۶۱۔۱۶۲

۸۔ محمد تقی عثمانی، مفتی، آسان ترجمہ القرآن تشریحات کے ساتھ، کراچی: مکتبہ معارف القرآن، اپریل ۲۰۱۲ء، ص: ۳۱۹

۹۔ غلام رسول سعیدی، علامہ، شارح: شرح صحیح مسلم حدیث ۲۱، جلد اول، لاہور: فرید بک سٹال، ۲۴ ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ، ص: ۱۰۳

۱۰۔ خالد علوی، حفاظت حدیث، لاہور: المکتبہ العلمیہ، فروری ۱۹۹۲ء، ص: ۳۱۵

۱۱۔ غلام رسول سعیدی، علامہ، شارح: شرح صحیح مسلم حدیث ۲۱، جلد اول ص:۱۰۳

۱۲۔ امجد العلی، مولانا، ابوالفتح، مولانا، سبحان محمود، مولانا، قاری محمد، مولانا، مترجمین: صحیح بخاری شریف، جلد اول، کراچی: محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ، ص:۹۰

۱۳۔ علامہ غلام رسول سعیدی۔ شارح۔ شرح صحیح مسلم۔ جلد اول۔ حدیث ۲۲۔ ص ۱۰۳

۱۴۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر محمد سہیل عمر، وحید عشرت، ڈاکٹر، مرتبین: اقبالیات کے سوسال، اقبال اکادمی پاکستان، طبع سوم، ۲۰۱۲ء، ص:۱۰۸۵

۱۵۔ اقبال، علامہ، کلیات اشعار فارسی مولانا اقبال لاہوری، بوسیلہ، احمد سروش، ایران: کتابخانہ سنائی، ۱۳۶۳ھ، ۱۹۶۴ء، ص:۶۲۔۶۴

۱۶۔ عبدالسلام ندوی، مولانا، اقبال کامل، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، طبع اول، ۱۹۸۹ء، ص:۶۰

۱۷۔ اقبال، علامہ، کلیات اقبال اردو، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، طبع ہفتم، ۲۰۰۶ء، ص:۵۳۷

۱۸۔ محمد اکبر شاہ، حافظ، مؤلف: اکابر علماء دیوبند، لاہور: ادارہ اسلامیات، ت ن، ص:۱۵۳

۱۹۔ ناز، ایس، ایم، مرتب: اقبال کے ہم صغیر، لاہور، حیدرآباد، کراچی: شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، ۱۳۹۷ھ، ص:۲۲

۲۰۔ محمد رفیق افضل، مرتب: گفتار اقبال، ادارہ تحقیقات پاکستان، دانشگاہ، پنجاب، ۱۹۶۹ء، ص:۲۳۵

۲۱۔ الروم: ۱۷۔۱۸

۲۲۔ محمد کرم شاہ الازہری، پیر، ضیاء القرآن، جلد سوم، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۳۹۹ھ، ص:۵۶۷

۲۳۔ نسیم امروہوی، مؤلف: مرتب: فرہنگ اقبال فارسی، لاہور: اظہار سنز، طبع اول، ۱۹۸۹ء، ص:۸۵۹

۲۴۔ اقبال، کلیاتِ اقبال اُردو، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ص:۵۵۰

۲۵۔ محمد عبداللہ چغتائی، ڈاکٹر، روایات اقبال، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، طبع دوم، ۱۹۸۹ء، ص:۹۸۔۱۱۵

۲۶۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، زندہ رود، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، طبع دوم، ۲۰۰۸ء، ص:۸۸

۲۷۔ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۳۷۳

۲۸۔ مظفر علی برنی، سید، مرتب: کلیات مکاتیب اقبال، جلد دوم، دہلی: اردو اکادمی، ۱۹۹۹ء، ص:۳۷۰

۲۹۔ البقرہ:۱۱۰

۳۰۔ محمد عبداللہ قریشی، مرتب: تذکارِ اقبال از منشی محمد الدین فوق، لاہور: بزم اقبال، طبع اول، جنوری ۱۹۸۸ء، ص:۲۵۷

۳۱۔ حافظ قاری فیوض الرحمن، ڈاکٹر، کرنل، مدیر اعلیٰ: نشانِ منزل ارکان اسلام، پہلی سہ ماہی، شمارہ ۴۱، شعبہ دینی تعلیمات آرمی ایجوکیشن ڈائریکٹوریٹ، جنرل ہیڈکوارٹرز، ت ن، ص:۸۴

۳۲۔ محمد اقبال، شیخ، علم الاقتصاد، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، طبع اول، ۱۹۷۷ء، ص:۳۱

۳۳۔ ایضاً، ص:۱۹۲

۳۴۔ یوسف حسن، حکیم، مدیر: نیرنگِ خیال، اقبال نمبر، لاہور: ادارہ فروغ اردو، طبع دوم، نومبر ۱۹۷۷ء، ص:۵۷۰

۳۵۔ اقبال، کلیات اقبال اُردو، ص:۲۹۱

۳۶۔ اقبال، کلیات اشعار فارسی مولانا اقبال لاہوری، ص:۳۱

۳۷۔ العمران:۹۲

۳۸۔ جاوید اقبال، مئے لالہ فام، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، طبع دوم، ۱۹۷۳ء، ص:۲۷۱

۳۹۔ ایضاً، ص:۲۹۷

۴۰۔ البقرہ:۱۸۳

۴۱۔ عبدالسلام ندوی مرحوم، مولانا، مرتب: اقبال کامل، ص:۱۷

۴۲۔ نسیم امروہوی، مرتب: فرہنگ اقبال اردو، لاہور: اظہار سنز، طبع اول، ۱۹۸۴ء، ص:۵۲۴

۴۳۔ اقبال، کلیات اشعار فارسی مولانا اقبال لاہوری، ص:۳۸۲

۴۴۔ محمد عبداللہ قریشی، مرتب: تذکارِ اقبال از منشی محمد الدین فوق، ص:۲۵۸

۴۵۔ صابر کلوروی، ڈاکٹر، داستانِ اقبال، لاہور: نشریات، ۲۰۰۹ء، ص:۲۶۴

۴۶۔ محمد حمزہ فاروقی، سفر نامۂ اقبال، کراچی: مکتبہ اسلوب، ت ن، ص:۵۲

۴۷۔ اقبال، کلیاتِ اقبال اردو، ص:۲۰۸

۴۸۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، زندہ رود، ص:۵۷۷

۴۹۔ نسیم امروہوی، مرتب: فرہنگ اقبال اردو، ص:۴۰۷

۵۰۔ العمران:۹۷

۵۱۔ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۱۷۲

۵۲۔ اقبال، کلیات اشعار فارسی مولانا اقبال لاہوری، ص:۳۱

۵۳۔ ع۔م۔ چوہدری، ایم اے۔ اقبال بعد از وصال، بہاول پور: جٹ اینڈ پبلشرز، طبع سوم، نومبر ۲۰۱۵ء، ص:۱۰۰

۵۴۔ صابر کلوروی، ڈاکٹر، داستانِ اقبال، ص:۲۹۲

۵۵۔ عطاء اللہ، شیخ، مرتب: اقبال نامہ، حصہ دوم، لاہور: شیخ محمد اشرف تاجر کتب، ۱۹۵۱ء، ص:۲۳۳

۵۶۔ ایضاً، ص:۲۳۴

۵۷۔ عبدالسلام ندوی، مولانا، مرتب: اقبال کامل، ص:۳۷

۵۸۔ ع۔م۔ چوہدری، ایم اے۔ اقبال بعد از وصال، ص:۱۰۱

۵۹۔ عبدالسلام ندوی، مولانا، مرتب: اقبال کامل، ص:۴۷

۶۰۔ عزیز الرحمن عزیز نظامی، ڈاکٹر محمد وسیم انجم، فکر اقبال میں ارکان اسلام۔ مقالہ، اسلام آباد: شعبہ اُردو، وفاقی جامعہ اردو، اگست ۲۰۱۵ء، ص: ۴۳۰

۶۱۔ محمد وسیم انجم، ڈاکٹر محمد خالد مسعود، اقبال کی نظر میں اسلامی فقہ کی تشکیلِ جدید، مقالہ، اسلام آباد: شعبہ اقبالیات۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۲۰۰۳ء، ص:۲۵۶

۶۲۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، جامعات میں اردو تحقیق، اسلام آباد: ہائر ایجوکیشن کمیشن، ۲۰۰۸ء، ص:۳۴

۶۳۔ اقبال، کلیات اشعار فارسی مولانا اقبال لاہوری، ص:۸

۶۴۔ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص:۶۳۳

۶۵۔ عزیز الرحمن عزیز نظامی، مدیرِ اعلیٰ: ارمغانِ ادب (۱)، راول پنڈی: عزیز سنز انٹرنیشنل پبلشرز، جولائی تا ستمبر ۲۰۱۴ء، ص: ۹۵

۶۶۔ عزیز الرحمن عزیز نظامی، مدیر اعزازی: ارمغان ادب (۲)، راول پنڈی، اسلام آباد: دنیائے اردو پبلی کیشنز، اکتوبر تا دسمبر ۲۰۱۶ء، ص: ۱۲۸

۶۷۔ قمر الطاف، ڈاکٹر، مدیر: ارمغان ادب (۵)، ایضاً۔ جولائی تا ستمبر ۲۰۱۷ء، ص: ۱۲۸

۶۸۔ محمد وسیم انجم، ڈاکٹر، مرتب: اقبال شناس، راول پنڈی: انجم پبلشرز، ۲۰۰۸ء، ص: ۲۳۶

۶۹۔ محمد وسیم انجم، ڈاکٹر، وفاقی جامعہ اُردو، راول پنڈی: انجم پبلشرز، ۲۰۱۹ء، ص: ۱۵۲

۷۰۔ قمر الطاف، پھر بہار آ گئی، اسلام آباد: دنیائے اردو پبلی کیشنز، اشاعت دوم، ۲۰۱۶ء، ص: ۱۲۸

۷۱۔ عزیز الرحمن عزیز نظامی، ڈاکٹر محمد وسیم انجم، فکر اقبال میں ارکان اسلام۔ مقالہ، ص: xvii

۷۲۔ عبدالمجید سالک، ذکر اقبال، لاہور: بزم اقبال، طبع دوم، مئی ۱۹۸۳ء، ص: ۱۷

۷۳۔ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص: ۳۷۸

۷۴۔ ایضاً، ص: ۱۱۷

☆......☆......☆